امام حسین علیہ السلام کی عزاداری امام رضا علیہ السلام کی نظر میں

ڈاکٹر محمد یعقوب بشوی

ترتیب: ز. ب/م. ب.

چکیدہ:

عاشورا نہ فقط ایک دن بلکہ ایک مکتب اور ایک مسیر کا نام ہے۔ایام اللہ کا مصداق یہ دن،آج بھی ہزاروں گمراہ انسانوں کی ہدایت کرتا ہے۔عاشورا کو جو چیز زندہ اور جاوید بناتی ہے وہ عزاداری ہے۔عزاداری اہل بیت سے محبت کا عملی مظاہرہ ہے۔عزاداری کی سب سے اہم شکل کہ جس کی تائید پیغمبر،ائمہ،امہات المومنین اور صحابہ کی سیرت سے ملتی ہے،وہ گریہ،مرثیہ خوانی،برپائی مجلس،اور غمزادہ ہونا ہے۔تاریخ اسلام میں عزاداری کو دو مختلف دوروں یعنی شہادت سے پہلے اور شہادت کے بعد میں تقسیم کر سکتا ہے۔اس مقالہ کا اصلی ہدف،عزاداری کو شہادت کے بعد کی تاریخ کے تناظر میں دیکھنا ہے لیکن یہ موضوع بھی لمبا ہے جس کی وجہ سے عزداری کو تنہا حضرت امام رضا علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں بیان کریں گے۔امام رضا علیہ السلام بڑے اہتمام کے ساتھ عزاداری امام حسین علیہ السلام منعقد کرتے،خود بیٹھ کر مرثیہ خوانی اور مدح خوانی سنتے،اصحاب اور خواتین کو بھی ایسا کرنے اور گریہ وزاری کا حکم دیتے تھے۔امام کے کلام میں عزاداری کی اہمیت،ثواب،طریقے،ضرورت اور فوائد بیان ہوئے ہیں۔

بنیادی الفاظ: عزاداری امام حسین،امام رضا علیہ السلام،روایات،اہمیت عزاداری،ثواب عزاداری۔

مقدمہ

عزاداری کی اہمیت اور ضرورت : عزاداری کی اہمیت کااندازہ اس امر سے واضح ہوتا ہے کہ طول تاریخ میں مختلف مناسبتوں میں ہادیان الہی اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے رہے ہیں. دراصل کربلا کی تحریک کربلاتک ہی محدود رہتی اگر حضرت امام سجاد سلام اللہ علیہ اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خطبات نہ ہوتے !ان خطبوں نےلوگوں تک تحریک کربلا کا اہم پیغام پہنچایا. انہی خطبوں کی وجہ سے کوفہ تا شام پھرشام تا کربلا، کربلاتا مدینہ، لوگ آل محمد کی مظلومیت اور آل سفیان کی بربریت اور ظلم سےآگاہ ہوئے۔وہ شام جہاں لوگ ستر (۷۰) برس تک آل پیغمبر کو دشمن پیغمبر واسلام سمجھ کربعنوان عبادت و تقرب الی اللہ، سب وشتم کیا کرتے تھے، زینب سلام اللہ علیہا کے خطبوں نےان کے دلوں پر پڑے جہالت کے پردوں کو چاک کیاسفیانی تاریکی میں پلنے والوں کے مردہ ضمیروں کودوبارہ جنجوڑ کر رکھ دیااور ایک بارپھر صراط مستقیم سےبھٹکے ہوئےانسانوں خلافت الٰہیہ اور نظام امامت کی طرف رہنمائی کی. حریم آل اللہ سےدفاع کیا جب کہ یزید جانشین رسول خدا بن کر،اسی دربار میں منبر رسول ہی سےوحی کا انکار کررہاتھاوہ اپنےاشعار میں ادعای وحی و نبوت کو بنی ہاشم کااقتدار پر قبضہ جمانے کیلئےایک کھیل سے تعبیر کررہاتھا. اتنے میں حضرت زینب سلام اللہ

علیہا نے یابن الطلقاء کہہ کر یزید کی اصلی ماہیت سے شام والوں کو آگاہ کیا اور آل محمد کی شان میں ایک عظیم خطبہ دیا اور یزید کو چیلنج کرتے ہوئے ایک تاریخی اور غیبی خبر دی «فَوَ اللهِ لَا تَمْحُو ذِكْرَنَا وَ لَا تُمِيتُ وَحْيَنَا». خدا کی قسم تم ہمارے ذکر کو نہیں مٹا سکتا اور نہ ہی ہماری وحی کو برطرف کرسکتا ہے. دربار یزید کا ماحول بدل گیا. پیغمبر کے صحابی، ابوبرزہ اسلمی یزید کے ہاتھوں عصاء خزران کو حسین مظلوم کے مبارک لبوں اور دانتوں کی بے حرمتی کرتے ہوئے دیکھ کر برداشت نہ کرسکا اور بلند آواز میں یزید سے مخاطب ہو کر کہا: اے یزید افسوس ہو تم پر میں نے اپنی آنکھوں سے رسول خدا کو حسین کے لبوں اور دانتوں کا بوسے لیتے ہوئے دیکھا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اور حسین دونوں کو جنت کے جوانوں کا سردار قرار دیا ہے۔ یزید کے خلاف احتجاج کا ایک سلسلہ دربار میں شروع ہوا! شام والے یزید کی جنایت سے واقف ہوگئے۔ قاتل کے محل میں مقتول کی عزاداری شروع ہو گئی. یزید کی بادشاہت پر دوسری کاری ضرب اس وقت لگی جب حضرت امام سجاد علیہ السلام نے مسجد اموی میں درباری خطیب کی آہانت کے رد عمل میں خطبہ دیا. درباری خطیب، امام حسین اور اسیران آل محمد کو خلیفہ پیغمبر کے خلاف بعنوان باغی معرفی کر چکا تھا آل محمد کی معاذاللہ توہین اور آل سفیان کی فضیلت بیان کر چکا تھا. خطیب کی خیانت کا جواب دینے کی غرض سے امام سجاد علیہ السلام خطبہ دینے کی اجازت مانگتا ہے. یزید شدید مخالفت کرتا ہے

لیکن بعض خواص اور عوامی دباو میں آکر مجبورا یزید،امام کوخطبہ دینے کی اجازت دیتاہے۔امام سجاد علیہ السلام اس انتہائی خوف وہراس اور مسموم فضامیں ، موقع غنیمت جان کرآپ آل محمد کے فضائل اور مصائب پر مشتمل ایک نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایاکہ جس میں امام حسین اور اسیر ان اہل بیت کی معرفی اور مظلومیت بیان فرمایا.اسی طرح یزید اور خاندان آل سفیان کی جنایتوں اور مظالم کا ذکر کیا۔ابھی خطبہ مکمل نہیں ہواتھا دربار یزید میں انقلاب آنے لگالوگ گریباں چاک کر کے رونے لگے۔صدای احتجاج بلند ہوئی. ۔یزید گھبرا کر موذن کواذان دینے کاحکم دیتاہے جب موذن« اشهدان محمدالرسول الله»پر پہنچتاہے،امام سجاد اسے رکنے کااشارہ فرماتاہے پھریزید سے مخاطب ہو کر فرماتاہے:« مُحَمَّدٌ هَذَا جَدِّي أَمْ جَدُّكَ يَا يَزِيدُ فَإِنْ زَعَمْتَ أَنَّهُ جَدُّكَ فَقَدْ كَذَبْتَ وَ كَفَرْتَ وَ إِنْ زَعَمْتَ أَنَّهُ جَدِّي فَلِمَ قَتَلْتَ عِتْرَتَهُ». اذان میں جس محمد کا نام لیاہے وہ میرا ناناہیں یا تیرا؟اگر توکہے وہ تیرا نانا ہےتو تو جھوٹاہےاور تو جھوٹ بول رہاہے اور تو نےاس طرح کفر اختیار کیااور اگر وہ میرا نانا ہیں توپھراس محمد کی عترت کو قتل کیوں کیا؟خطبہ ابھی ختم نہیں ہوا،مسجد اموی میں انقلاب برپا ہوالوگ آل محمد کی مظلومیت کو سمجھ کر داڑیں مارمار کررو رہے ہیں۔اس خطبے کا پہلا اور فوری اثر یہ ہواکہ یزید نماز پڑہائے بغیر بھاگ گیا. کربلا کی تحریک کی اگرآج تک جس چیز نے حفاظت کی ہےوہ در حقیقت یہی عزاداری ہے کہ جو ہر دور کےانسانوں کوبصیرت عطاکررہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام مسلمانوں کو عزادادی برپا

کرنے، مرثیہ خوانی، گریہ وزاری کرنے کا حکم دیتے تھے۔اس مضمون میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی سیرت اور کلام کی روشنی میں، عزاداری کی اہمیت، ثواب اور فوائد سے بحث ہوئی ہے۔

تاریخچہ : یہاں پر ہم عزاداری کی تاریخی اعتبار سے جائزہ لیں گےاور اسے دو مختلف عناوین «عزاداری شہادت سے پہلےاور عزاداری شہادت کے بعد»،کے ضمن میں بیان کریں گے۔البتہ مراد تنہا تاریخ اسلام ہےورنہ فریقین کے منابع میں دوسرےانبیاء علیہم السلام کی عزاداری سے متعلق بھی روایتیں پائی جاتی ہیں۔

عزاداری کی تعریف: عزاداری سے مراد،امام حسین کے غم میں رونا، مرثیہ خوانی،نوحہ خوانی ، مجلس برپا کرنا، مجلس سنا،سینہ زنی،آہ وزاری، و... کرناہے۔عزاداری کی مختلف شکلیں متصور ہے۔اس مضمون میں عزاداری کے بعض مصادیق جیسے گریہ، مرثیہ خوانی، مجلس برپا کرنااور مجلس سننا سے بحث ہوئی ہے. کیونکہ یہ چیزیں بعض روایتوں میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)اورائمہ معصومین علیہم السلام،خاص کر امام رضاعلیہ السلام سے منسوب ہوئی ہیں۔

۱۔عزاداری شہادت سے پہلے:

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزاداری: شہادت سے پہلے جن شخصیتوں نے امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر سن کر گریہ کیا ان میں بانی شریعت ،رسول اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سر فہرست ہیں. شیعہ سنی روایات کی روشنی میں یہ بات مسلّم ہے کہ آپ نے، شہادت امام حسین علیہ السلام جبرئیل کی زبانی سن کر کئی مرتبہ گریہ فرمایا. ظاہری بات ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی بدعت فعل کو انجام نہیں دیتے اور نہ ہی دوسروں کو ایسا کرنے کا حکم دے سکتے ہیں۔آپ کسی مکروہ فعل کو بھی انجام نہیں دیتے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت طیبہ قیامت تک کے لئے تمام لوگوں کے لئے مشعل راہ ہے اسی حقیقت کو مبنا قرار دیتے ہوئے یہاں حسین (علیہ السلام) میں رونے سے متعلق گفتگو ہوئی ہیں۔

ان روایتوں میں سے ایک کہ جسے اہل سنت محدث جناب ہیثمی نے نقل کی ہے،وہ روایت جناب عروۃ بن زبیر کی ہے کہ وہ حضرت عائشۃ (رض) سے روایت بیان کرتا ہے کہ آپ فرماتی ہیں: «رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل ہو رہی تھی اسی دوران حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) داخل ہوا اور بدون توقف پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پشت مبارک او رشانہ پہ چڑھ گئے. جبرئیل رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھتا ہے :اے محمد کیا آپ اس

بچے سے محبت کرتے ہو؟فرمایا: کیوں کر اسے دوست نہ رکھوں؟وہ میرا بیٹا ہے۔جبرئیلنے کہا:آپ کی امت آپ کی رحلت کے بعد اسے قتل کرڈالے گی!اسی وقت جبرئیل (علیہ السلام) اپنے ہاتھ بلند کرکے سفید رنگ کی مٹی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دی اور کہا:آپ کا بیٹا اس سرزمیں پر شہید ہونگےاور اس زمیں کا نام «طف»ہے.جبرئیل کے جانے کے بعد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم)اس حال میں گھر سے باہر تشریف لائے کہ حسین کے ہاتھ پکڑے آنسو بہارہے تھے.پھر مجھ سے فرمایا:اے عایشہ!جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین طف کی زمیں پر شہید ہونگے.میری رحلت کے بعد میری امت فتنہ و فساد کرے گی.پھر میرے گھر سے آنسو بہاتے بہاتے باہر تشریف لے گئے اسی حال میں علی،ابوبکر،عمر،حذیفہ،عمار اور ابوذر (رضی اللہ عنہم)کا سامنا ہوا.آپ کو اس حال میں دیکھ کر وہ لوگ پوچھنے لگے: یا رسول اللہ!آپ کیوں رو رہے ہو؟فرمایا: ابھی جبرئیل (علیہ السلام) نے مجھے خبر دی ہے: میری رحلت کے بعد، میرا بیٹا حسین سرزمیں طف پر شہید کردیا جائے گا!اور وہاں کی مٹی لاکر مجھے دی ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ وہاں پر دفن ہونگے»۔

اہل سنت دانشور، محدث جناب حاکم نیشاپوری اپنی صحیح سند حدیث میں ام الفضل سے یوں نقل کرتے ہیں : «میں رسول خدا(صلی اللہ علیہ وسلم) پہ وارد ہوئی اور عرض کیا: اے

رسول خدا! آج رات میں نے ایک بہت ہی برا خواب دیکھا، حضرت نے فرمایا: کیا خواب دیکھا؟ میں نے عرض کیا: بہت ہی برا، فرمایا: کیا دیکھا؟ میں نے عرض کیا: میں عالم رؤیا میں دیکھا گویا کہ آپ کے بدن کا ایک حصہ جدا ہوا اور میری آغوش میں آگیا، پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: بہت ہی اچھا خواب دیکھا حضرت فاطمہ کو اگر خدا نے چاہا بہت ہی جلد ایک بیٹا ہوگا جو تمھاری آغوش میں ہوگا۔ ام الفضل کہتی ہیں: فاطمہ کے ہاں امام حسین پیدا ہوئے اور وہ میری آغوش میں قرار پائے۔ جیسا کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا یہاں تک کہ میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئی اور انھیں ان کی گود میں رکھا۔ میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف متوجہ ہوئی، ناگاہ کیا دیکھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا، کیا ہوا ہے کہ آپ کو روتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا: جبرئیل مجھ پر نازل ہوا اور مجھے خبر دی کہ بہت جلد میری امت میرے اس فرزند کو شہید کرے گی۔ میں نے عرض کیا: اس فرزند کو؟ فرمایا: ہاں اور اس وقت مجھے اس تربت خوانین سے تھوڑی سی خاک دی»۔ اہل سنت منابع میں اسی طرح کی اور بھی حدیثیں ہیں کہ جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت طیبہ کو عزاداری امام حسین (علیہ السلام) سے متعلق بیان کرتی ہیں لیکن اختصار کی بنا پر ہم ان کے نقل کرنے سے معذور ہیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ کی عزاداری: اہل سنت عالم جناب امام ترمذی حضرت سلمی سے نقل کرتا ہے کہ آپ فرماتی ہیں : «میں ام سلمہ کے پاس حاضر ہوا جبکہ وہ رو رہی تھیں۔ میں نے ان سے عرض کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟فرمایا: میں نے عالم رؤیا میں رسول خدا(صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا جبکہ ان کا سر اور چہرہ خاک آلود تھا، میں نے عرض کیا اے رسول خدا(صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہوا؟ یہ کیا حالت ہے؟آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: میں ابھی حسین کی شہادت (قتل ہونے) کو دیکھ رہا تھا»۔ قتل حسین کی خبر سن کر ام سلمہ نے بد دعا کی: «خداوندا! ان کے دلوں، گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دو، پھر اس قدر روئیں کہ غش کر گئیں۔

۲۔ عزاداری شہادت کے بعد:

شہادت کے بعد عزاداری کی تاریخ مفصل ہے یہاں نمونے کے طور پر بعض ائمہ کی سیرت اور پھر حضرت امام رضا(علیہ السلام) کے کلام کی روشنی میں مختصر بحث ہو گی.

امام سجاد(علیہ السلام) کی عزاداری: عملا سب سے زیادہ جس امام معصوم نے گریہ کیا وہ امام سجاد(علیہ السلام) ہیں۔ امام صادق(علیہ السلام) فرماتے ہیں :امام سجاد(علیہ السلام)،امام حسین(علیہ السلام) کی یاد میں چالیس (۴۰) سال تک روئے۔ امام سجاد(علیہ السلام) سے

آپ کے کثرت گریہ سے متعلق سوال کیا: تو آپ نے جواب میں فرمایا: میرے رونے پہ اعتراض نہ کرو کیونکہ حضرت یعقوب ایک بیٹے کے گم ہونے سے اس قدر روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئی. اور وہ اس کی موت سے بھی باخبر نہیں تھے. لیکن میرے گھر سے ایک ہی گنٹھے میں چودہ مرد قتل ہوئے تو کیا ان کے غم میرے دل سے جا سکتے ہیں؟. اس روایت میں مرد آیا ہے شاید کربلا میں جو بالغ شہید تھے ان کی طرف اشارہ ہو ورنہ بچے، جوان اور بوڑھے ملا کر بنی ہاشم کے کل آٹھارہ (۱۸) لوگ شہید ہو چکے ہیں اس حقیقت کی طرف بعد والی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

امام سجاد (علیہ السلام) کا ایک غلام آپ کی کثرت گریہ پر اعتراض کرتا ہے تو آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: افسوس ہو تم پر یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خود نبی اور نبی زادہ تھے. ان کے بارہ فرزند تھے. خدواند عالم نے ان کے ایک فرزند کو ان کی نظر سے غائب کر دیا اور وہ اس کے غم میں اس قدر روئے کہ ان کے سر کے بال سفید ہو گئے، کمر جھک گئی اور اس غم میں زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی آنکھیں نابینا ہو گئی حالنکہ وہ بیٹا زندہ تھا جب کہ میں نے بابا کو سترہ (۱۷) عزیز و اقارب کے ابدان سمیت مقتل میں ٹکڑے ٹکڑے دیکھا تو کیا میرا غم ختم ہونا چاہیئے؟۔

امام باقر(علیہ السلام) کی عزاداری:آپ عزاداری کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:« مَنْ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ عَلَى مُصَابِ الْحُسَيْنِ- وَ لَوْ مِثْلَ جَنَاحِ الْبَعُوضَةِ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَهُ- وَ لَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ». جس شخص کی آنکھیں مصیبت امام حسین (علیہ السلام) پر روئے اور مکھی کے پر برابر بھی تر ہو جائے تو خداوند اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا اگر چہ (وہ گناہ) سمندر کے جھاگ برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب کمیت شاعر امام باقر (علیہ السلام) کے پاس حاضر ہو کر فضائل و مصائب اہل بیت مخصوصا مصیبت امام حسین (علیہ السلام) کے بارے میں اشعار سناتا ہے آخر میں امام باقر (علیہ السلام) جناب کمیت کو مدافع اہل بیت قرار دیتے ہوئے جب تک زبان سے مدح اہل بیت کرتا رہے گا، روح القدس کی تائید کی خوش خبری دی۔

امام صادق (علیہ السلام) کی عزاداری: حضرت امام صادق (علیہ السلام) نے مسمع سے فرمایا: «کیا تم حضرت امام حسین (علیہ السلام) پر پڑنے والے مصائب کو یاد کرتے ہو؟میں نے کہا: جی ہاں، امام (علیہ السلام) نے سوال کیا: کیا آہ و نالہ اور بے تاب اور غمگین ہوتے ہو؟میں نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم اتنا روتا ہوں کہ روتے روتے ہچکیاں لگ جاتی ہیں یہاں تک کہ میرے اہل خانہ بھی اس کے آثار کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور اس موقع پر کوئی چیز کھا بھی نہیں سکتا ہوں اور غم و اندوہ کے آثار میرے چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں، امام (علیہ السلام) نے

فرمایا: خداوند عالم تمہارے رونے پر رحمت نازل کرے۔ واقعاً تمہارا شمار ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جو ہمارے مصائب پر آہ و نالہ کرتے ہیں اور ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں اور ہمارے غم میں غمگین ہوتے ہو، بے شک کہ تم مرتے وقت ہمارے آباء واجداد کو اپنے پاس حاضر دیکھوگے اور وہ تمہارے بارے میں ملک الموت سے سفارش کریں گے اور تمہیں ایسی بشارت دیں گے کہ مرنے سے پہلے تمہارے آنکھیں منور ہو جائیں گی اور ملک الموت تم پر بچہ کی نسبت ماں سے بھی زیادہ مہربان ہو جائے گا»۔ اس روایت میں جو اہم نکتہ ملتا ہے وہ ائمہ اطہار (علیہم السلام) کا مرتے وقت عزادار کے سرہانے حاضر ہونا اور ملک الموت سے سفارش کرنا ہے. یہ روایت اہل بیت (علیہم السلام) اور عزادار کے درمیان جو وصل اور رابطہ ہے اس کی طرف اشارہ کر رہی ہے .انسان کی زندگی کا سب سے زیادہ خوفناک موڑ، جان کنی کا عالم ہے. ائمہ وہ مہربان ہستیاں ہیں کہ جو اس عالم غربت اور سختی کے عالم میں عزاداروں کو یاد کرتے ہیں. یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ موت کی سختیون سے عزادار کو نجات ملے گی .

نیز امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: «ہمارے مصائب پر غمگین ہونے والے شخص کا سانس تسبیح ہے، اور ہمارے مصائب پر غم عبادت ہے، اور ہمارے اسرار کو مخفی کرنا جھاد فی سبیل اللہ ہے، اس کے بعد امام (علیہ السلام) نے فرمایا: لازم ہے اس حدیث کو سونے سے لکھے»۔
ابوہارون مکفوف کہتے ہیں: «امام صادق (علیہ السلام) کے پاس داخل ہوا آپ نے مجھ

سے فرمایا: حسین (علیہ السلام) کی مصیبت میں کوئی شعر سناوں۔میں نے شعر سنایا. فرمایا :جس طرح تم (اپنی مجلسوں میں حزین آواز کے ساتھ) پڑھتے ہو اسی طرح شعر پڑھو. میں نے شعر پڑھا. آپ نے گریہ کیا. پھر دوبارہ شعر پڑھنے کی دعوت دی. میں نے دوبارہ شعر پڑھا. آپ نے گریہ کیا اور پردے کے پیچھے سے خواتین کے رونے کی آوازیں سنائی گئی. جب آواز تھم گئی تو پھر فرمایا: اے ابوہارون! جو حسین کیلئے شعر کہے اور خود روئے اور دس لوگوں کو رولائے جنت اس کیلئے واجب ہے، اور جو شخص حسین کیلئے شعر کہے اور خود روئے اور پنج کو رولائے جنت اس کیلئے واجب ہے، اور جو شخص خود روئے اور ایک شخص کو رلائے ان سب پر جنت واجب ہے، اور جس کے سامنے امام حسین (علیہ السلام) کی یاد کی جائے اور اس کی آنکھوں سے مکھی کے پر کے برابر اشک آجائے اس کا ثواب صرف خدا کے پاس ہے اور خداوند عالم اس کے لئے جنت سے کم پر راضی نہیں ہوگا»۔

امام رضا (علیہ السلام) فرماتے ہیں: «جب محرم آتا تھا میرے بابا مسکرانا اور متبسم ہونا ترک کر دیتے تھے ان دس دنوں میں غم و اندوہ آپ پر سوار رہتے اور جب عاشور کا دن آتا تو یہ دن ان کے غم و اندوہ اور گریہ کا دن ہوتا۔آپ فرماتے تھے یہ وہ دن ہے کہ جس میں حسین (علیہ السلام) شہید ہو گئے۔

عزاداری، امام رضا (علیہ السلام) کے کلام میں

شیخ صدوق (علیہ الرحمہ) عیون اخبارالرضامیں ایک طولانی روایت امام رضا (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ جس میں عزاداری کی ماہیت، حقیقت، ضرورت، اہمیت، فوائد وغیرہ سے گفتگو ہوئی ہے۔یہ روایت تاریخ صدور کے اعتبار سے نہایت اہم ہے کیونکہ یہ روایت محرم کی پہلی تاریخ کوامام رضا (علیہ السلام) نے بیان فرمایاہے لہٰذا اسی اہمیت کے پیش نظرہم روایت کے ترجمہ کو بیان کریں گے پھرروایت میں جن اہم نکات کی طرف اشارہ ہوا ہےان پر بحث کریں گے۔ شیخ صدوق (علیہ الرحمہ) اپنی اسناد کے ساتھ ریان بن شبیب سے یوں روایت نقل کرتے ہیں:

ریان بن شبیب کہتے ہیں: میں محرم کی پہلی تاریخ کو حضرت امام رضا (علیہ السلام) کے ہاں وارد ہوا.آپ نے مجھ سے فرمایا:«یابن شبیب کیا تم نہ آج روزہ رکھاہے؟عرض کی. نہیں.فرمایا: یہ وہ دن ہے کہ اس دن حضرت زکریانے دعا کی:«رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعاءِ»،اور خدا نے ان کی دعا قبول کی.اور فرشتوں کو نداکا حکم دیا جب کہ وہ محراب عبادت میں کھڑے نماز پڑرہے تھے،«أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيى».اور جو اس دن روزہ رکھے اور دعا کرے خدااس کی دعا مستجاب کرتا ہے جس طرح زکریا کی دعا قبول کی.اس کے بعد فرمایا: یابن شبیب! محرم وہ مہینہ ہے کہ اہل جاہلیت بھی اس کی حرمت کی وجہ

سے ظلم اور قتل کو حرام جانتے تھے. لیکن امت اس ماہ کی حرمت کو نہ پہچان سکی اور نہ ہی اپنے نبی کی حرمت کو پہچان سکی. لہٰذا پیغمبر کے سعادتمند فرزند کو شہید کیا اور ان کے اہل حرم کو اسیر بنایا اور ان کے مال و اسباب لوٹ لیا. لہٰذا خداوند ان کو ہر گز معاف نہیں کرے گا. " اے ابن شبیب! اگر تمھیں کسی چیز پر گریہ کرنا ہے تو تم حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام) پر گریہ کرو۔ان کو اس طرح ذبح کیا جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے.ان کے ساتھ سترہ (۱۷) ایسے جوان مرد شہید کئے گئے کہ جن کے مانند روئے زمین پر کوئی دوسرا نہیں تھا. ساتوں آسمان اور زمین نے ان کے قتل پر گریہ کیا،اور چار ہزار فرشتوں کا لشکر ان کی مدد کو زمیں پر اترا لیکن انہوں نے اذن جہاد نہیں دی. لہٰذا یہ فرشتے ہمیشہ ان کی قبر کے پاس پریشان بال اور غبار آلود کئے ہوئے ہیں اور وہ ظہور حضرت قائم (عج اللہ تعالی فرجہ الشریف) تک وہیں پر رہیں گے اور آپ کے انصار میں شامل ہونگے. ان کا نعرہ اس دن «یالثارات الحسین» ہوگا.

اے ابن شبیب! میرے بابا اپنے باپ اور وہ اپنے جد سے یوں روایت کرتے ہیں: جب میرے جد امجد حسین (علیہ السلام) کو شہید کیا گیا تو آسمان نے خون اور سرخ خاک برسائی.

اے ابن شبیب! اگر امام حسین (علیہ السلام) پر اتنا روئے کہ تمہارے آنسو تمھارے رخسار تک آجائیں تو خداوند عالم تمہارے گناہوں کو بخش دے گا چاہیے وہ گناہان صغیرہ ہوں یا کبیرہ، تھوڑے ہوں یا زیادہ. اے ابن شبیب! اگر تم چاہتے ہو کہ تم خدا سے اس طرح

ملاقات کرو کہ کوئی گناہ تم پر نہ ہو تو تم حسین (علیہ السلام) کی زیارت کرو. اے ابن شبیب! اگر تم چاہتے ہو کہ جنت کے غرفوں میں پیغمبر کے ساتھ محشور ہوں تو تم حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں پر لعنت کرو. اے ابن شبیب! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں ان لوگوں کا ثواب مل جائے جو حسین (علیہ السلام) کے ساتھ شہید ہو چکے ہیں تو تم حسین (علیہ السلام) کو یاد کرتے ہوئے کہو: «یا لَیْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزاً عَظِيماً».اے ابن شبیب! اگر تم چاہتے ہو کہ جنت کے عالی درجات میں ہمارے ساتھ ہو تو تم ہمارے غم میں غمگین اور اور ہماری خوشی میں خوش رہو. تم پر ہماری دوستی لازم ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے گا تو خداوند قیامت کے دن اسی پتھر کے ساتھ اسے محشور فرمائے گا. «

اس روایت سے بعض انتہائی اہم نکات سمجھ میں آتا ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

امت نادان: امام رضا (علیہ السلام) سب سے پہلے امت کی انتہائی نادانی اور جہالت سے پردہ اٹھاتا ہے: یا بن شبیب! محرم وہ مہینہ ہے کہ اہل جاہلیت بھی اس کی حرمت کی وجہ سے ظلم اور قتل کو حرام جانتے تھے. لیکن امت اس ماہ کی حرمت کو نہ پہچان سکی اور نہ ہی اپنے نبی کی حرمت کو پہچان سکی. لہٰذا پیغمبر کے سعادتمند فرزند کو شہید کیا اور ان کے اہل حرم کو اسیر بنایا اور ان کے مال و اسباب لوٹ لیا. لہٰذا خداوند ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا. امام رضا (علیہ السلام) ایک اور روایت میں فرماتے ہیں: «بے شک محرم وہ مہینہ ہے کہ اہل جاہلیت بھی اس

کی حرمت کی وجہ سے ظم اور قتل کو اس میں حرام جانتے تھے. لیکن اس ماہ میں ہمارے خون بہانا حلال سمجھا گیا اور ہماری ہتک حرمت کی گئ ہماری ذریت اور اہل حرم کو اسیر بنایا گیا اور ہمارے خیموں میں آگ لگادی گئی اور ہمارے مال واسباب لوٹ لیے گئے. ہمارے بارے میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حرمت کا خیال نہیں رکھا گیا. حسین کی یوم شہادت نے ہماری آنکھوں کو زخمی کیا ہمارے آنسو جاری اور ہمارے عزیزوں کو کربلا میں ذلیل کیا. اور غم واندوہ کو قیامت تک کے لئے ہمارے ساتھ مختص کیا -

بدترین تاریخی جنایت : امام رضا (علیہ السلام)، امت کی شقاوت اور بدترین تاریخی جنایت کا ذکر کرتے ہیں ایسی جنایت کہ جسے کسی اور امت نے انجام نہیں دی تھی. امام حسین کو اس طرح ذبح کیا جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے. ان کے ساتھ سترہ (۱۷) ایسے جوان مرد شہید کئے گئے کہ جن کے مانند روئے زمین پر کوئی دوسرا نہیں تھا. اس جملے میں دونون گروہون کا تعارف کرایا. ایک گروہ بدترین ظلم و ستم کا مرتکب ہوتا ہے ان کے سیاہ کارنامے سے تاریخ انسانیت شرمندہ ہے دوسری طرف وہ گروہ کہ جن کا مساوی کوئی دوسرا نہیں.

ہمیشہ حسین پر رونے کا حکم: امام رضا (علیہ السلام) امت کہ ظلم کو اس قدر جگر سوز سمجتہ ہین کہ اگر کسی چیز پر انسان کو رونا آئہ تو اس چیز پر رونا بہول جائہ، اس کہ بدلہ مین بہی حسین کی

مظلومیت کو یا کرکہ روئہ. ونون اے ابن شبیب! اگر تمھیں کسی چیز پر گریہ کرنا ہے تو تم حسین بن علی بن ابی طالب (علیھم السلام) پر گریہ کرو۔ امام رضا(علیہ السلام)ایک اور روایت میں فرماتے ہیں: « فَعَلَى مِثْلِ الْحُسَيْنِ فَلْيَبْكِ الْبَاكُونَ». حسین کے مثل پر رونے والوں کو رونا چاہئے۔

کائنات کاماتم: امام حسین (علیہ السلام) کا قتل وہ عظیم مصیبت تھی کہ جس پر کائنات نہ گریہ کیا نظام عالم اس غم سے متاثر ہوااور عکس العمل دکھائی دیا، یہاں تک کہ آسمان اور زمین روپڑے: آپ فرماتے ہیں: «ساتوں آسمان اورزمین نے حسین کے قتل پر گریہ کیا۔اسی حدیث کے ضمن میں آپ فرماتے ہیں: جب میرے جدامجد حسین (علیہ السلام) کو شہید کیا گیاتو آسمان نے خون اور سرخ خاک برسائی.

عالم ملکوت پر اثر: امام حسین کی شہادت وہ عظیم سانحہ تھا کہ جس کااثر عالم ملکوت اور ماورائے طبیعت پر بھی پڑا، یہاں تک کہ آپ کی نصرت کو فرشتے اترپڑے: امام رضا(علیہ السلام) فرما تے ہیں: چار ہزار فرشتوں کا لشکر ان کی مدد کو زمیں پر اترا لیکن انہوں نے اذن جہاد نہیں دی. لہذا یہ فرشتے ہمیشہ ان کی قبر کے پاس پریشان بال اور غبارآلود کئےہوئے ہیں اور وہ ظہور حضرت قائم (عج اللہ تعالی فرجہ الشریف) تک وہیں پر رہیں گے اور آپ کے انصار میں شامل ہونگے. ان کا نعرہ اس دن «یالثارات الحسین» ہوگا.

امام مہدی(عج اللہ تعالی فرجہ الشریف) کا انتقام:امام رضا(علیہ السلام)ایک غیبی خبر دیتے ہوئےامام مہدی (عج اللہ تعالی فرجہ الشریف)کے ظہور کی خوشخبری سناتے ہیں کہ جو خون حسین کا بدلہ لیں گےاور آپ کی حکومت وہ عظیم حکومت ہوگی کہ جس میں فرشتےآپ کے ہمراہ ہونگے۔ یہ فرشتے ظہور حضرت قائم(عج اللہ تعالی فرجہ الشریف)تک وہیں پر رہیں گے اورآپ کے انصار میں شامل ہونگے.

یا لثارات الحسین:امام مہدی (عج اللہ تعالی فرجہ الشریف)کے ظہورکے ساتھ ہی فرشتے «یا لثارات الحسین»کانعرہ لگاتےآپ کے لشکر میں شامل ہونگے۔

آنسوعامل مغفرت:آنسو کی قیمت کوئی نہیں لگاسکتا،اگریہ آنسو حسین سے منسوب ہوجائے ۔حسین سے منسوب ہونےوالاآنسوانسان کے تمام گناہوں کو دھوڈالےگا. امام رضا(علیہ السلام) فرماتے ہیں:اے ابن شبیب! اگرامام حسین (علیہ السلام)پر اتنا روئے کہ تمہارے آنسو تمہارے رخسارتک آجائیں توخداوندعالم تمہارے گناہوں کو بخش دےگا چاہیے وہ گناہان صغیرہ ہوں یاکبیرہ، تھوڑے ہوں یازیادہ.

خداسے پاکیزہ ملاقات: حسین کوئی عام انسان نہیں بلکہ اتناوہ خداسےقریب ہےکہ اگرکوئی اس کی زیارت کرےتو گویا یہ خدا کی زیارت ہوگی. یہ زیارت اس کی روحی اور قلبی طہارت کا

موجب بنے گی. اے ابن شبیب! اگر تم چاہتے ہو کہ تم خدا سے اس طرح ملاقات کرو کہ کوئی گناہ تم پر نہ ہو تو تم حسین (علیہ السلام) کی زیارت کرو.

تبرا: فروع دین میں سے ایک واجب حکم، تبرا اور دشمنان آل محمد سے بیزاری ہے۔امام حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں پر لعنت اور تبرا، پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قربت کا باعث ہے۔ایسا شخص بہشت میں رسول اللہ کا ہمسایہ ہوگا. لہٰذا امام رضا(علیہ السلام) نے فرمایا: اے ابن شبیب! اگر تم چاہتے ہو کہ جنت کے غرفوں میں پیغمبر کے ساتھ محشور ہوں تو تم حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں پر لعنت کرو.

شہداء کربلا جیسا ثواب: رہبر وہ ہوتا ہے جو امت کی سعادت اور کامیابی کی فکر میں رہے الٰہی نمایندے ہمیشہ امت کی نجات کا سوچتے رہتے ہیں۔اسے امت کے تکامل کی فکر ہوتی ہے یہی وجہ ہے وہ کچھ ایسے سنہرے اور نایاب دستورات دیتے جو سعادت حقیقی پر منتج ہوتے ہیں۔شہداء کربلا کی عظیم منزلت اور مقام کو وہ شخص پا سکتا ہے جسے شہادت کی آرزو ہو. اسی حقیت کو مد نظر رکھتے ہوئے امام رضا(علیہ السلام) ایک انمول اصول اسی حوالے سے دیتے ہیں: «اے ابن شبیب! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں ان لوگوں کا ثواب مل جائے جو حسین (علیہ السلام) کے ساتھ شہید ہو چکے ہیں تو تم حسین (علیہ السلام) کو یاد کرتے

ہوئے کہو: «یا لَیْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزاً عَظِیماً». یہ وہ عظیم ذکر ہے کہ جو شخص اس کو پڑھے گا وہ شہداء کربلا جیسا اجر پائے گا.

اہل بیت کے غم اور خوشی میں شرکت کا حکم: کسی بھی انسان کے غم یا خوشی میں شرکت اس شخص سے دلی ارتباط اور قلبی لگاو کی علامت ہوتی ہے۔ اگر یہی ارتباط اہل بیت اطہار (علیہم السلام) سے ہو تو نہ تنہا ان سے محبت کا اظہار ہوگا بلکہ قرآن پر عمل اور فرامین رہبران الٰہی کی پیروی بھی ہوگی. ایسا عمل اجر رسالت میں شمار ہوگا، « قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبى». اسی مبنا کی بنا پر امام رضا (علیہ السلام) کا فرمانا ہے: اے ابن شبیب! اگر تم چاہتے ہو کہ جنت کے عالی درجات میں ہمارے ساتھ ہو تو تم ہمارے غم میں غمگین اور اور ہماری خوشی میں خوش رہو.

تولا: انسان فطرتا یہ چاہتا ہے کہ جسے وہ محبت کرتا ہے وہ شئی ہمیشہ اس کی نظروں کے سامنے ہو. دراصل محبت کی حاکمیت نہ تنہا اس جہان کے حدود و قیود تک منحصر ہے بلکہ اس جہان میں بھی یہ اپنا کرشمہ دکھاتی ہے. محب اور محبوب کا حشر و نشر ایک ساتھ اور ایک جیسا ہوگا. اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام رضا (علیہ السلام) اہل بیت (علیہم السلام) کی دوستی کی سفارش کرتے ہیں۔ «تم پر ہماری دوستی لازم ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے گا تو خداوند قیامت کے دن اسی پتھر کے ساتھ اسے محشور فرمائے

گا». اگرانسان کسی پتھر سے بھی محبت کرے گاتو قیامت کے دن وہ اسی کے ساتھ محشور ہوگا. لہٰذا یہ روایت ایک بصیرت دے رہی ہے کہ انسان فردی اور اجتماعی زندگی میں دوستی اور محبت کا محتاج ہوتاہے لیکن دیکھنایہ چاہیے کہ وہ کسے دوستی کیلئےانتخاب کرتاہے جس وہ انتخاب کررہاہے کیاوہ اس کی دوستی کااہل بھی ہے؟ کیونکہ قرآن کے مطابق قیامت کے دن، پرہیزگاروں کی دوستی کے علاوہ، سبھی دوستیاں دشمنی میں بدلیں گی، «الْأَخِلاَّءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلاَّ الْمُتَّقِينَ ». امام رضا(علیہ السلام) یہ روشنی دے رہاہے کہ تنہااہل بیت(علیہم السلام) کی محبت، اس دنیا میں انسان کاکام آئے گی. لہٰذا انسان کوہر کسی کی دوستی کاخریدار نہیں بنناچاہیئے۔

گریہ کاثواب :

حضرت امام رضا (علیہ السلام)، اہل بیت (علیہم السلام) پر گریہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ایک اہم روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں: «جو شخص ہم پر پڑنے والے مصائب کو یاد کرے اور دشمنوں کی طرف سے ہم پر ہونے والے مظالم کو یاد کرکے روئے تو روز قیامت وہ ہمارے درجہ میں ہمارے ساتھ ہوگا اور جو شخص ہمارے مصائب پر روئے اور دوسروں کو رُلائے تو جس روز تمام آنکھیں روتی ہوئی نظر آئیں گی اس کی آنکھ نہیں روئے گی۔اور جو شخص اس مجلس میں بیٹھے کہ جس میں ہماراامر زندہ ہوتاہو تواس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن

سب دل مر جائیں گے». اس روایت میں رونے والے کی اہمیت اور مرتبہ بیان ہوا ہے کہ وہ ائمہ کے درجہ میں ہوگا. اسی طرح جس مجلس میں اہل بیت (علیہم السلام) کا تذکیرہ ہوگا، اس کی اہمیت کو بیان کیا ہے کہ ایسا دل ہر گز نہیں مرے گا. امام رضا (علیہ السلام) ایک اور روایت میں فرماتے ہیں: « فَعَلَى مِثْلِ الْحُسَيْنِ فَلْيَبْكِ الْبَاكُونَ فَإِنَّ الْبُكَاءَ يَحُطُّ الذُّنُوبَ الْعِظَامَ». حسین کے مثل پر رونے والوں کو رونا چاہئے کیونکہ ان پر رونے سے بڑے بڑے گناہ دھل جاتے ہیں. ان دستورات پر عمل، در حقیقت حقیقی عزاداری کا سبب بنتا ہے. مکتب عزاداری اگر صحیح سمت حرکت کرے تو یہی دنیا اور آخرت دونوں میں حقیقی سعادت کا موجب بنتی ہے .

عزاداری اور امام رضا (علیہ السلام) کی عملی سیرت:

امام رضا (علیہ السلام) عملی طور پر عزاداری قائم کرتے تھے۔ اس سلسلے میں معروف شاعر اہل بیت جناب دعبل خزاعی کہتے ہیں :

دَخَلْتُ عَلَى سَيِّدِي وَ مَوْلَايَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا ع فِي مِثْلِ هَذِهِ الْأَيَّامِ فَرَأَيْتُهُ جَالِساً جِلْسَةَ الْحَزِينِ الْكَئِيبِ وَ أَصْحَابُهُ مِنْ حَوْلِهِ فَلَمَّا رَآنِي مُقْبِلًا قَالَ لِي مَرْحَباً بِكَ يَا دِعْبِلُ مَرْحَباً بِنَاصِرِنَا بِيَدِهِ وَ لِسَانِهِ ثُمَّ إِنَّهُ وَسَّعَ لِي فِي مَجْلِسِهِ وَ أَجْلَسَنِي إِلَى جَانِبِهِ ثُمَّ قَالَ لِي يَا دِعْبِلُ أُحِبُّ أَنْ تُنْشِدَنِي شِعْراً فَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ حُزْنٍ كَانَتْ عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَ أَيَّامُ سُرُورٍ كَانَتْ عَلَى أَعْدَائِنَا خُصُوصاً بَنِي أُمَيَّةَ يَا دِعْبِلُ مَنْ بَكَى وَ أَبْكَى عَلَى مُصَابِنَا وَ

لَوْ وَاحداً كَانَ أَجْرُهُ عَلَى اللهِ يَا دِعْبِلُ مَنْ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ عَلَى مُصَابِنَا وَ بَكَى لِمَا أَصَابَنَا مِنْ أَعْدَائنَا حَشَرَهُ اللهُ مَعَنَا فِي زُمْرَتِنَا يَا دِعْبِلُ مَنْ بَكَى عَلَى مُصَابِ جَدِّيَ الْحُسَيْنِ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَهُ الْبَتَّةَ ثُمَّ إِنَّهُ ع نَهَضَ وَ ضَرَبَ سِتْراً بَيْنَنَا وَ بَيْنَ حُرَمِهِ وَ أَجْلَسَ أَهْلَ بَيْتِهِ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ لِيَبْكُوا عَلَى مُصَابِ جَدِّهِمُ الْحُسَيْنِ ع ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ وَ قَالَ لِي يَا دِعْبِلُ ارْثِ الْحُسَيْنَ فَأَنْتَ نَاصِرُنَا وَ مَادِحُنَا مَا دُمْتَ حَيّاً فَلَا تُقَصِّرْ عَنْ نَصْرِنَا مَا اسْتَطَعْتَ»؛

محرم کے ابتدائی ایّام میں حضرت امام رضا (علیہ السلام) کی خدمت میں شرفیاب ہوا میں نے حضرت کو اصحاب کے حلقے میں اس صورت میں پایا کہ آپ بہت زیادہ غمگین تھے جیسے ہی حضرت کی نظر مجھ پر پڑی فرمایا: مرحبا اے دعبل! مرحبا اس پر جو ہاتھ اور زبان سے ہماری مدد کرتا ہے۔ حضرت نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا: دعبل شعر پڑھنا چاہتے ہو؟ یہ ایّام ہم اہلبیت رسول کے لئے غم و اندوہ اور ہمارے دشمنوں کے خوشی کے دن ہیں۔ پھر حضرت نے ایک پردہ آویزاں کیا۔ اہل حرم کو پردے کے پیچھے بٹھایا تاکہ اپنے جدّ بزرگوار پر گریہ کریں اور پھر میری طرف رخ انور کیا اور فرمایا: دعبل مرثیہ پڑھو تم ہمیشہ ہمارے مددگار اور مرثیہ گو ہو پھر دعبل نے مرثیہ پڑھا۔ دعبل نے ایک لمبا مرثیہ پڑھا جس کی ابتداء اس بند «أَفَاطِمُ لَوْ خِلْتِ الْحُسَيْنَ مُجَدَّلًا، وَ قَدْ مَاتَ عَطْشَاناً بِشَطِّ فُرَاتِ» سےشروع ھوا اور آخری بند«وَ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَ حَانَ غُرُوبُهَا، وَ بِاللَّيْلِ أَبْكِيهِمْ وَ الْغُدُوَات»، پر ختم ہوا.

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ امام رضا (علیہ السلام) دعبل کو حکم دیتے ہیں کہ وہ مندرجہ ذیل دوبیت اپنے اشعار میں اضافہ کرے

و قبر بطوس یا لها من مصیبة   توقد في الأحشاء بالحرقات

إلى الحشر حتى يبعث الله قائما   يفرج عنا الهم و الكربات»

دعبل عرض کرتا ہے مولا میں طوس والے قبر کو نہیں پہچانتا ہوں؟فرمایا: یہ میری قبر ہے رات اور دن نہیں گذریں گے مگر طوس ہمارے شیعوں اور زواروں کے آمدورفت کا مرکز بنے گا! آگاہ ہو جو عالم غربت میں طوس آ کر میری زیارت کرے گا، وہ قیامت کے دن میرے درجے میں ہو گا درحالیکہ اس کے گناہ بخشا ہو گا. پھر دعبل کو انعام سے نوازا. اس روایت سے بھی بعض مندرجہ ذیل اہم نکات سامنے آتے ہیں:

مرثیہ خوانی کے ذریعے اہل بیت کی نصرت:

امام رضا (علیہ السلام) نے دعبل سے فرمایا: «يٰا دِعْبَلُ ! اِرْثِ الْحُسَيْنَ (عَلَيْهِ السَّلاٰمُ) فَاَنْتَ نَاصِرُنَا وَمَادِحُنٰا مٰا دُمْتَ حَيّاً فَلاٰ تُقْصِرْ عَنْ نَصْرِنَا مٰا اسْتَطَعْتَ».اے دعبل ! حسین بن علی کیلئے مرثیہ پڑھو، تم جب تک زندہ ہو ہمارے مددگار اور مداح خواں رہو اور جتنا ممکن ہو سکے ہماری ذکر سے کوتاہی نہ کرو.

اس حدیث میں آپ فرمارہے ہیں امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری کیلئے مرثیہ خوانی کرنا درحقیقت اہل بیت کی نصرت ہے۔ جو اہل بیت کا ذاکر ہوتا ہے وہ حقیقت میں ان کا مددگار اور

ناصر ہوتا ہے . اس نصرت کی اہمیت اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام رضا(علیہ السلام) دعبل سے خصوصی فرمایش فرماتے ہیں کہ وہ پوری زندگی میں کبھی بھی ان کو فراموش نہ کرےاور در اصل یہی کام «ہل من ناصر ینصر نا» پر لبیک کہنا ہے.اس ذکر کے ذریعے کربلااور مقصد حسینی سے لوگ آگاہ ہو جاتے ہیں.

عاشورہ اور روزہ:

آل محمد کے آثار اور یاد کو دلوں سے مٹانے کیلیۓ دشمنون نے طرح طرح کی بدعتیں دین کے نام پر مسلمان معاشرہ پر تحمیل کئۓ ان بدعتوں میں سے ایک بدعت، عاشورہ کا روزہ ہے. امام رضا(علیہ السلام)،اس بدعت کا مقابلہ کرتے ہوۓ اس دن روزہ رکھنے کا جو اصل فلسفہ ہے اس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں. برادر جعفر بن عیسی روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام رضا(علیہ السلام) سے عاشورہ کا دن روزہ رکھنے سے متعلق پوچھا:آپ نے فرمایا:ابن مرجانہ کے روزہ رکھنے سے متعلق مجھ سے پوچھتے ہو؟عاشورہ وہ دن ہے کہ جس دن آل زیاد کے حرامزادے اس لئے روزہ رکھتے تھے کہ (جس دن) امام حسین کو شہید کیا گیا تھا.آل محمد عاشورہ کو شوم جانتے ہیں لہٰذا اس دن روزہ نہ رکھنا چاہیئےاور متبرک نہیں جاننا چاہیے. عاشورہ کا دن روزہ رکھنے والا مسخ شدہ دل کے ساتھ خدا سے ملاقات کرے گا .

عاشورہ کادن اور ترک امور دنیا:

حضرت امام رضا (علیہ السلام) عاشورہ کے دن تنہا عزاداری اور گریہ کرنے کی سفارش فرماتے ہیں اور اس دن ہر قسم کی دنیاوی امور کو ترک کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اس دن غم منانے والوں اور خوشی منانے والوں کا سرانجام کی خبر دیتے ہیں. آپ فرماتے ہیں: «جو شخص عاشورکے دن اپنی دنیاوی حوائج کی برآوری ترک کرے تو خدا خود اس کے دنیاوی اور اخروی حاجتوں کو بھردے گا. اور جو شخص عاشورہ کےدن مصیبت و حزن و گریہ میں گزارے، خداوند (عزوجل) قیامت کے دن کو اس کے لئے فرحت وسرور کادن قرار دے گااور جنت میں ہماری دیدار سے اس کی آنکھ کو روشن کردے گا. جو شخص عاشورہ کے دن کوبرکت سمجھےاور اس دن اپنے گھرکیلئے کچھ جمع کرےگاخدا اس چیز سے.برکت اٹھالےگااور قیامت کےدن اسے یزید، عبیداللہ بن زیاد اور عمربن سعد (لعنت اللہ علیہم) کےساتھ محشور فرمائےگااوران کے ساتھ جھنم کےآخری طبقے میں پہنچے گا۔

نتیجہ

عزاداری مقصد کربلا کو زندہ رکھنے کا ایک اصلی سبب ہے۔چودہ سو صدیوں سے عزاداری کے ذریعہ اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچ رہاہے۔لھذا عزاداری کو تنہا ایک رسم کے طور پر نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ یہ ایک تحریک ہے جس کی بنیاد پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے رکھی.ائمہ معصومین(علیہم السلام)نےاس کے بیان کئے۔امام رضا(علیہ السلام)خود مجلس برپا کرتے،پردے کاانتظام کرکے خواتین کو بھی اس تحریک میں شامل کرتے،مرثیہ سنتےاور گریہ فرماتے تھے۔آپ نے عزاداری کی اہمیت،فلسفے،ضرورت،ثواب اور فوائد سے متعلق نہایت ہی اہم حدیثیں بیان کی ہیں۔

کتابنامہ

قرآن کریم؛

۱. اصبھانی، ابونعیم، حلیہ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، بیروت: دارالکتاب العربی، ۱۴۰۵ق؛

۲. ترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، تحقیق: احمد شاکر، بیروت: داراحیاء التراث العربی، بی تا؛

۳. سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص من الائمۃ فی ذکر خصائص الائمۃ، قم: منشورات الشریف الرضی، ۱۴۱۸ق؛

۴. صدوق، شیخ، عیون اخبار الرضا (ع)، انتشارات جہان، ۱۳۷۸ق؛

۵. صدوق، شیخ، امالی الصدوق، بیروت: اعلمی، ۱۴۰۰ق؛

۶. صدوق، شیخ، ثواب الاعمال و عقاب الاعمال، دار الرضی، ۱۴۰۶ق؛

۷. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، تہران: اسلامیہ، ۱۳۶۲ش؛

۸. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، تہران: اسلامیہ، بی تا؛

۹. مفید، شیخ، امالی المفید، قم: کنگرہ شیخ مفید، ۱۴۱۳ق؛

۱۰. نجفی، محمد جواد، زندگانی حضرت امام حسین علیہ السلام، تہران: اسلامیہ، ۱۳۶۴ش؛

۱۱. نوری، فضل اللہ، مستدرک الوسائل، قم: مؤسسہ آل البیت علیہم السلام، ۱۴۰۸ق؛

۱۲. نیشابوری، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، بیروت: دارالمعرفہ، بی تا؛

۱۳. ہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، بیروت: دارالفکر، ۱۴۱۲ق۔